عدالت العظمیٰ آزاد جموں و کشمیر

(اختیار سماعت اپیل)

روبرو: چوہدری محمد ابراہیم ضیا، چیف جسٹس
راجہ سعید اکرم خان، جج

۱۔فوجداری اپیل نمبر ۲۰۱۹/۵۱
(متدائرہ: ۱۶ مئی ۲۰۱۹ء)

محمد امتیاز ولد محمد حفیظ ساکنہ سرہوٹہ تحصیل وضلع کوٹلی، حال بند حوالات سنٹرل جیل میر پور۔

(اپیلانٹ)

بنام

۱۔ احتساب بیورو بذریعہ چیف پروسیکوٹر / ڈپٹی چیف پروسیکوٹر احتساب بیورو، میر پور۔
۲۔ مینیجر نیشنل بینک آف پاکستان، سرہوٹہ برانچ ضلع کوٹلی۔
۳۔ ریجنل ہیڈ نیشنل بینک آف پاکستان، ریجنل ہیڈکوارٹر، میر پور۔

(رسپانڈنٹان)

(اپیل بخلاف فیصلہ عدالت العالیہ صادرہ ۱۷ اپریل ۲۰۱۹ء بر فوجداری اپیل ہا نمبر ۱۴ و ۲۰۱۸/۱۸)

منجانب اپیلانٹ: ریاض نوید بٹ، وکیل۔

منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱: سردار امجد اسلم، چیف پروسیکوٹر احتساب بیورو۔

منجانب رسپانڈنٹان نمبر ۲ و ۳: ارشد مجید ملک، ایڈووکیٹ۔

۲۔فوجداری اپیل نمبر ۲۰۱۹/۵۱
(متدائرہ: ۱۶ مئی ۲۰۱۹ء)

۱۔ مینیجر نیشنل بینک آف پاکستان، سرہوٹہ برانچ ضلع کوٹلی۔
۲۔ ریجنل ہیڈ نیشنل بینک آف پاکستان، ریجنل ہیڈکوارٹر، میر پور۔

(اپیلانٹان)

بنام

۱۔ محمد امتیاز ولد محمد حفیظ ساکنہ سرہوٹہ تحصیل و ضلع کوٹلی، حال بند حوالات سنٹرل جیل میرپور۔

۲۔ احتساب بیورو بذریعہ چیف پروسیکوٹر / ڈپٹی چیف پروسیکوٹر احتساب بیورو، میرپور۔

(رسپانڈنٹان)

(اپیل بخلاف فیصلہ عدالت العالیہ مصدرہ ۱۷ اپریل ۲۰۱۹ء بر فوجداری اپیل ہا نمبر ۱۴ و ۱۸/ ۲۰۱۸)

منجانب اپیلانٹان: ارشد مجید ملک، ایڈووکیٹ۔

منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۱: ریاض نوید بٹ، ایڈووکیٹ۔

منجانب رسپانڈنٹ نمبر ۲: سردار امجد اسلم، چیف پروسیکوٹر احتساب بیورو۔

تاریخ سماعت: ۲۸ نومبر ۲۰۱۹ء

فیصلہ:۔

(چوہدری محمد ابراهیم ضیاء، چیف جسٹس): چونکہ عنوانی اپیل ہا عدالت العالیہ کے ایک ہی فیصلہ کے خلاف دائر کی گئی ہیں اور یکساں قانونی وواقعاتی نکات قابلِ تصفیہ ہیں اس لیے ہر دو اپیل ہا کو ایک ہی فیصلہ کی رُو سے یکسو کرنا مناسب ہے۔

۲۔ مختصراً حالات وواقعات مقدمہ کچھ اس طور ہیں کہ سید مزمل حسین شاہ، مینجر نیشنل بینک آف پاکستان سرہوٹہ برانچ نے احتساب بیورو کے روبرو ایک درخواست بدیں مضمون دائر کی کہ سال ۱۶/۲۰۱۵ کے معائنہ کے دوران انکشاف ہوا کہ محمد شبیر (مینجر وقت) قمروٹی سپلائی برانچ غیر قانونی طور پر متوازی بینکنگ کرتا رہا۔ محمد امتیاز (اپیلانٹ سزایافتہ)، مینجر وقت سرہوٹہ برانچ مختلف کھاتہ داروں کے کھاتہ جات سے غیر قانونی طور پر رقومات اپنے من پسند

کھاتوں میں منتقل کر کے خرد برد کرنے میں ملوث پایا گیا۔ درخواست موصول ہونے پر چیئرمین احتساب بیورو نے تفتیشی افسر (چوہدری ذوالقرنین) کو تفتیش کا حکم دیا۔ دوران تفتیش پایا گیا کہ اپیلانٹ سزا یافتہ نے بینک کھاتہ داروں کے کھاتوں سے کثیر رقوم خرد برد کیں، متوازی بنکاری کی اور کھاتہ داروں کے کھاتوں کا عنوان تبدیل کر کے فرضی وجعلی بینک تفصیلات جاری کیں۔ اس طرح اپیلانٹ سزا یافتہ نے مبلغ ایک کروڑ بیس لاکھ کیا نوے ہزار روپے کی خرد برد کی ہے جس میں سے اپیلانٹ کی طرف سے اُس کے حقیقی بھائی (محمد ریاض) نے بینک سے معاہدہ کی رُو سے چونسٹھ لاکھ نوے ہزار روپے جمع کروائے تاہم مبلغ ۵۶۰۱۰۰۰ (چھپن لاکھ ایک ہزار) روپے ابھی بھی بقایا ہیں۔ ان حالات کے پیشِ نظر احتساب بیورو نے اپیلانٹ سزا یافتہ کے خلاف ریفرنس بجرائم ۴۰۹/۴۰۶، ۴۷۱، ۴۶۸/۴۶۷، ۴۲۰/۴۱۹، تعزیراتی قوانین آزاد جموں وکشمیر اور ۱۱/۱۰ احتساب بیورو ایکٹ ۲۰۰۱ء روبرو عدالت احتساب میرپور دائر کیا۔ فاضل جج عدالت احتساب میرپور نے بعد تکمیل ضروری کارروائی بروئے فیصلہ محررہ ۷ انومبر ۲۰۱۸ء اپیلانٹ کو مجرم گردانتے ہوئے بذیل فیصلہ صادر کیا:۔

> ''لہذا مجرم محمد امتیاز ولد محمد حفیظ قوم جٹ سکنہ سرہوٹہ سمروڑ تحصیل وضلع کوٹلی کو باثبات جرائم زیر دفعہ 409، APC، 3 سال قید با مشقت اور 3 لاکھ روپے جرمانہ، زیر دفعہ 420، APC، 2 سال سزائے قید با مشقت اور 50 ہزار روپے جرمانہ، زیر دفعہ 467 APC، 5 سال سزائے قید با مشقت اور 3 لاکھ روپے جرمانہ، زیر دفعہ 468، APC، 3 سال قید با مشقت اور 2 لاکھ روپے جرمانہ، زیر دفعہ 471 APC، 2 سال سزائے قید با مشقت اور 50 ہزار روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ جبکہ آزاد جموں وکشمیر احتساب ایکٹ 2001ء کی دفعہ 11 کے تحت 5 سال سزائے قید با مشقت اور 1

لاکھ روپے جرمانہ کی سزا دی جاتی ہے۔ مجرم کو رقم جرمانہ تحت ضابطہ خزانہ سرکار آزاد حکومت ریاست جموں و کشمیر میں داخل کرانا ہوگی۔ عدم ادائیگی رقم جرمانہ کی صورت میں مجرم کو مزید 1 سال قید محض برداشت کرنا ہوگی۔ مجرم کی جملہ سزاؤں کا آغاز بیک وقت ہوگا۔ مجرم کو سزائے قید با مشقت ڈسٹرکٹ جیل میرپور میں تحت قانون برداشت کرائی جائیں گی۔ مجرم زیر دفعہ 382-B ضابطہ فوجداری کے استفادہ کا بھی حقدار ہوگا۔ نقل فیصلہ ہذا سر اجلاس مجرم کو بدوں اجرت تقسیم کی گئی ہے۔ مسل ہذا بعد از تکمیل ضابطہ داخل دفتر ہو۔ حکم سنایا گیا۔''

اس فیصلہ کے خلاف احتساب بیورو، منیجر نیشنل بینک آف پاکستان اور اپیلانٹ سزا یافتہ نے عدالت العالیہ کے روبرو علیحدہ علیحدہ اپیل ہا دائر کیں۔ فاضل عدالت العالیہ نے بروئے حکم محررہ ۱۷ اپریل ۲۰۱۹ء بذیل فیصلہ صادر کیا:۔

"47. The net consequence of the above detailed discussion is that the appeals filed on behalf of the Azad Jammu & Kashmir Ehtesab Bureau and National Bank of Pakistan are accepted, partly and by modifying the impugned judgment, passed by the Ehtesab Court, Miprur on 17.09.2018, the punishment awarded to the convict-appellant is hereby enhanced from 5 years to 7 years, RI under Section 11 of the Azad Jammu & Kashmir Ehtesab Bureau Act, 2001. The convict-appellant shall also stand disqualified for seeking, or from being elected, chosen, appointed or nominated as a member or representative of any public office, or any statutory or local authority of the Government for a period of 10 years, under Section 16(1) of Azad

> Jammu & Kashmir Ehtesab Bureau Act, 2001. The remaining setneces in the other offences, awarded to him by the learned Court below, including fine are hereby maintained and benefit of Section 382-B of Cr.PC is also extended to the convict-appellant and we accordingly order. Resultantly the appeal filed on behalf of the convict-appellant stands dismissed."

اپیلانٹ سزا یافتہ نے فیصلہ جات عدالت العالیہ اور احتساب عدالت کی منسوخی کے لیے عنوانی اپیل دائر کی ہے جبکہ دوسری اپیل میں نیشنل بینک آف پاکستان نے اپیلانٹ سزا یافتہ کی سزا میں مزید اضافے کی استدعا کی ہے۔

۳۔ ریاض نوید بٹ وکیل اپیلانٹ سزا یافتہ نے طویل و تفصیلی بحث کرتے ہوئے ابتدا میں قانونی نکتہ اٹھایا کہ احتساب بیورو ایکٹ ۲۰۰۱ء کی دفعہ ۲۱ کی میں ترمیم کے بعد اگر کسی معاملہ کی تفتیش ایک سال میں مکمل نہ ہو تو ایسا معاملہ ساقط ہو جاتا ہے۔ اس طرح ایک سال میں تفتیش مکمل نہ ہونے کی وجہ سے مقدمہ ہذا کی ساری کارروائی خلاف قانون اور بدوں اختیار ہے۔ وکیل موصوف نے اپیلانٹ کے خلاف عائدشدہ الزامات (ا) تا (ے) کی تفصیل بیان کرنے کے بعد اس سے متعلقہ دستاویزی و زبانی شہادت کا تجزیہ عدالت کے سامنے رکھتے ہوئے اظہار کیا کہ ان سارے واقعات کی روشنی میں ملزم پر تین طرح کے الزامات عائد ہونا ظاہر ہوتے ہیں (الف) ملزم نے بینک کھاتہ داروں کے کھاتوں میں سے غیر مجاز اور غیر قانونی طور پر ریکارڈ میں ردوبدول کرتے ہوئے کثیر رقوم خرد برد کیں اور کھاتہ داروں کو نقصان پہنچایا۔ (ب) اپیلانٹ نے متوازی بنکاری کی اور (ج) اپیلانٹ نے کھاتہ داروں کے کھاتوں کا عنوان تبدیل کر کے فرضی و جعلی بینک تفصیلات جاری کیں۔ وکیل موصوف کے دلائل کے

مطابق دانستہ یا نا اہلی کی وجہ سے واقعات کے تناظر میں جو براہ راست شہادت دستیاب ہوسکتی تھی اسے نہ تو درج ریفرنس کیا گیا اور نہ ہی پیش کیا گیا۔ استغاثہ کھاتہ داروں کے کھاتوں سے رقوم کے خرد برد کو ثابت کرنے میں ناکام رہا۔ ایک بھی کھاتہ دار ملزم کے خلاف پیش نہ ہوا ہے۔ ایک دو گواہان جو پیش ہوئے وہ بھی ورغلیدہ قرار دیئے گئے کیونکہ وہ استغاثہ کے مؤقف کی تائید نہ کر پائے جبکہ بڑی تعداد میں کھاتہ دار اپیلانٹ کی طرف سے بطور گواہ پیش ہوئے جنہوں نے ثابت کیا کہ کوئی رقم خرد برد نہ ہوئی اور نہ ہی ان کے کھاتہ جات سے خلاف قانون فرضی وجعلی رقوم کی تقسیم یا منتقلی عمل میں آئی۔ لیکن اس کے باوجود ہر دو عدالت ہا ماتحت کا سزا یابی کا حکم قانون کے تقاضوں کے صریحاً نقیض اور انصاف کے قتل کے مترادف ہے۔ اسی طرح دوسری نوعیت کا الزم کہ اپیلانٹ نے متوازی بنکاری کی' اس نسبت استغاثہ کوئی قانونی شہادت پیش نہ کر سکا بلکہ اپیلانٹ نے بینک حکام کی انکوائری رپورٹ اپنی صفائی میں پیش کر کے ثابت کیا کہ تمام الزامات بے بنیاد اور غلط ہیں۔ جہاں تک تیسری نوعیت کے الزام کہ اپیلانٹ نے کھاتہ جات کا عنوان تبدیل کر کے فرضی وجعلی بینک تفصیلات جاری کیں جس نسبت کھاتہ نمبر ۰۔۷۷ا۱۲ کو بنیاد بنایا گیا کا تعلق ہے' تو اپیلانٹ پر جن کھاتہ داروں کے کھاتوں کے عنوان کی تبدیلی کا الزم ہے ان میں سے کسی کو بھی بطور گواہ پیش نہ کیا گیا جو استغاثہ کے مؤقف کی تائید کرتا۔ وکیل اپیلانٹ سزا یافتہ نے فیصلہ جات زیرنزاع کو شدید حدفِ تنقید بناتے ہوئے اظہار کیا کہ ہر دو عدالت ہا ماتحت نے ریکارڈ اور شہادت کا جائزہ لیے بغیر صریحاً قانون و انصاف کے مسلمہ اصولوں کے خلاف اپیلانٹ کو سزا دی۔ وکیل موصوف نے مقدمہ کی تفتیش اور عدالتی کارروائی پر بھی شدید تنقید کرتے ہوئے کہا کہ استغاثہ نے قانون کی شدید خلاف

ورزی کی اور خلاف قانون کچھ افراد سے رقوم جائز دباؤ کے تحت اس اظہار کے ساتھ کہ انہوں نے کوئی اقرار لکھ کر دیا، وصول کی جانی بیان کیں مگر حیرت انگیز طور پر ایسا کوئی ثبوت، تحریر یا بیان عدالت کے روبرو بطور ثبوت پیش نہ کیا گیا۔ قانون شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء کی منشاء کے مطابق ایسی شہادت جو الزامات کے پیش نظر پیش کی جاسکتی ہو کو پیش نہ کرنا اس امر کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ ایسی شہادت استغاثہ کے مؤقف کے خلاف ہے اس لیے اُسے روکا گیا۔ جن افراد سے غیر قانونی طور پر رقوم کا اخذ ناجائز کیا گیا ہے وہ خود ان رقوم کی نسبت چارہ جوئی کا قانونی حق رکھتے ہیں۔ ان حالات میں اپیل ہذا منظور کرتے ہوئے فیصلہ جات زیر نزاع منسوخ کیے جائیں اور بالمقابل اپیل خلاف قانون اور خلاف حقائق ہونے کی بنا پر مسترد کی جائے۔

۴۔ استغاثہ کی جانب سے سردار امجد اسلم، چیف پروسیکوٹر اور منیجر نیشنل بینک کی طرف سے ارشد مجید ملک، وکیل، نے دلائل اپیلانٹ سزا یافتہ کو مسترد کرتے ہوئے نہ صرف فیصلہ زیر اپیل کا دفاع کیا بلکہ اظہار کیا کہ بالمقابل اپیل منظور کرتے ہوئے ملزم کی سزا بڑھائی جائے۔ ہر دو وکلاء نے اظہار کیا کہ چونکہ بینک کے معاملات زیر نزاع ہیں اس لیے کھاتہ داروں کی زبانی شہادت کے بجائے ریکارڈ اور دستاویزات واضح شہادت ہے جسے عدالت کے روبرو پیش کر کے ملزم کے سنگین جرم کو ثابت کیا گیا ہے۔ ہر دو وکلاء نے اپیلانٹ پر لگائے گئے جملہ الزامات کے تجزیے کے ساتھ ساتھ شہادت کا تذکرہ کیا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ کوئی ایک بھی بینک کھاتہ دار استغاثہ کی تائید میں پیش نہ ہوا ہے جس کے کھاتہ میں خرد برد یا جعلی و فرضی اندراجات کیے گئے۔ فاضل وکلاء نے اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ کچھ کھاتہ دار جو بطور گواہ درج کیے گئے

ورغلید ہ ہو گئے تا ہم ان کے نکتہ نظر سے اس بات کی کوئی اہمیت نہ ہے کیونکہ تمام ریکارڈ بطور شہادت پیش کیا گیا ہے۔ ہر دو وکلاء نے ریکارڈ کی روشنی میں اس بات کو بھی تسلیم کیا کہ اپیلانٹ سزا یافتہ کو تبدیلی عنوان کھاتہ (change of title) کے علاوہ باقی تمام الزامات سے بری کیا گیا مگر اُن کی رائے کی مطابق اس سے بھی فرق نہ پڑتا ہے کیونکہ اپیلانٹ نے بھاری رقوم کی خرد برد کی ہے اور اُس کے بھائی نے اُس کی طرف سے جرم کا اقرار کرتے ہوئے کافی رقم واپس جمع کروائی جو کہ ارتکاب جرم کا ثبوت ہے۔ ہر دو وکلاء کے مؤقف کے مطابق بینک کھاتہ داروں کی بطور گواہ ضرورت نہ تھی کیونکہ بینک آفیسران، انکوائری رپورٹ اور تفتیشی افسر کے بیانات کی رو سے ملزم کے خلاف تمام جرائم کا ارتکاب ثابت شدہ ہے۔ اس لیے اپیلانٹ قانون میں مقرر سزا یابی کا مستحق ہے اور دی گئی سزا میں کسی کمی یا تخفیف کا استحقاق نہ رکھتا ہے۔ فاضل وکلاء نے تبدیلی عنوان کھاتہ کے حوالے سے کہا کہ یہ امر ثابت شدہ ہے تا ہم انہوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ جس بینک کھاتہ کے عنوان کی تبدیلی کا ارتکاب کی گیا نہ تو اس بینک کے ملازمین میں سے کسی کو پیش کیا گیا اور نہ ہی متعلقہ بینک کھاتہ دار کو پیش کیا گیا۔

۵۔ ہم نے بحث وکلاء فریقین سماعت کرنے کے بعد جملہ ریکارڈ اور بالخصوص آمدہ شہادت کا بغور جائزہ لیا۔ جہاں تک وکیل صفائی کے اسقاط معاملہ کی نسبت قانونی اعتراض کا تعلق ہے تو ہماری رائے میں معاملہ زیرنزاع میں تمام کارروائی مکمل ہونے کے بعد حتمی فیصلہ جات صادر ہو چکے ہیں۔ گو کہ اٹھایا گیا نکتہ قانونی اہمیت کا حامل ہے تا ہم ہم اس کو کسی دیگر مقدمہ میں جائزہ لے کر فیصلہ کے لیے مؤخر کرتے ہیں۔

۶۔ اپیل ہا کو یکسو کرنے کے لیے ضروری ہے کہ استغاثہ کی کہانی کی روشنی میں عدالت

احتساب نے ارتکاب جرائم کے حوالے سے اپیلانٹ سزا یافتہ پر جو چارج/الزام عائد کیا وہ درج کیا جائے' جو بذیل درج ہے:۔

''آپ کے خلاف الزام ہے کہ مورخہ 28.04.2011 کو مسٹر خلیق الزمان خان سینئر وائس پریذیڈنٹ کوآرڈینٹرا یکسٹرنل آڈیٹرز نیشنل بینک آف پاکستان ہیڈ آفس کراچی کی جانب سے مکتوب نمبر NBP/HQ/DEA/031/2011 محررہ 28.04.2011 کے تحت سید مزمل حسین شاہ آفیسر گریڈ۔1 منیجر نیشنل بینک آف پاکستان سرہوٹہ برانچ کی جانب سے درخواست Endorse کی ہے جس میں تحریر کیا کہ دوران انسپکشن 15/16 اپریل 2011 انکشاف ہوا ہے کہ آپ بدوران تعیناتی بحیثیت منیجر نیشنل بنک آف پاکستان سرہوٹہ برانچ غیر قانونی طور پر متوازی بینکنگ کرتے رہے ہیں۔اور خیانت مجرمانہ اور فراڈ کا ارتکاب کیا ہے۔آپ ملزم مورخہ 26.05.2007 تا 14.04.2008 اور مورخہ 12.06.2008 تا 8.4.2011 تک بطور منیجر سرہوٹہ برانچ اور مورخہ 15.4.2008 تا 2.6.2008 بطور منیجر نیشنل بنک قمرو ئی برانچ تعینات رہے۔آپ ملزم نے اپنی تعیناتی کے دوران غیر قانونی طور پر اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے بذریعہ کمپیوٹر جعلی اندراجات مختلف کھاتہ داران کے اکاؤنٹس کو بغیر کسی چیک یا Debit اتھارٹی، دھوکہ دہی اور جعلسازی Debit کرتے ہوئے اپنے من پسند اکاونٹ میں کریڈٹ کر کے غیر قانونی ذرائع سے رقم نکال کر خرد برد کرنے کے علاوہ Accounts کے ٹائٹل آف اکاؤنٹ تبدیل کر کے لوگوں کو برطانیہ کے ویزہ کے لیے جعلی سٹیٹمنٹ جاری کرنے کے مرتکب پائے گئے۔دوران تفتیش دریافت ہوا کہ آپ ملزم نے مبلغ -/1,20,91,000 روپے خرد برد کیے جس میں سے مبلغ -/64,90,000 روپے بذریعہ برادر حقیقی محمد ریاض اور اپنے عزیز محمد مطلوب حیدری بنک کو واپس جمع کرادی جبکہ آپ سے مبلغ -/56,01,000 روپے قابل ریکوری ہے۔تفتیش سے پایا گیا ہے کہ آپ نے مختلف اکاؤنٹ ہا سے رقم نکال کر کچھ دن اپنے ذاتی تصرف میں رکھنے کے بعد دوبارہ ان اکونٹ ہا میں جمع کرائی۔ بنک کا لین دین ریکارڈ کرنے کے لیے بینک نے آپ کو خفیہ Password/User ID دیا ہوا تھا جو صرف جائز اور قانونی اندراجات کے لیے استعمال ہوسکتا تھا لیکن آپ نے اس خفیہ کوڈ کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے کھاتہ داران کے اکاؤنٹس کو بغیر چیک / Debit authority یا قانونی جواز یت کے Debit کر کے رقومات خرد برد کیں۔آپ ملزم کو بنک نے عوام الناس کی امانتوں کا محافظ بنایا تھا لیکن آپ ملزم نے ان کی رقومات کی حفاظت کرنے کے بجائے خود ہی رقومات خرد برد کرتے ہوئے بنک کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی کھلی خلاف ورزی

کی۔ آپ ملزم کے behalf پر آپ کے بھائی محمد ریاض اور ایک عزیز محمد مطلوب حیدری نے مورخہ 13.12.2011 کو بنک آفیسر کے سامنے بیان حلفی پیش کیا کہ آپ نے نیشنل بنک آف پاکستان سرہوتہ برانچ میں جو رقم غبن اور خرد برد کی ہے اور جتنی بھی رقم ہوگی وہ ادا کریں گے۔ اس طرح آپ ملزم نے جرائم زیر دفعات 109، 406/201، 471/409، 467/468، 419/420، APC، 10/11 احتساب ایکٹ 2001 کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ وجہ بیان کریں کہ کیوں نہ آپ کو جرائم مندرجہ بالا کی پاداش میں سزا قانونی دی جائے۔''

ان الزامات کی روشنی میں جب شہادت استغاثہ کا جائزہ لیا جائے تو یہ امر مسلمہ ہے کہ استغاثہ ایک بھی بینک کھاتہ دار کو کہانی استغاثہ کی تائید میں بطور گواہ پیش نہ کر سکا۔ اکثر کھاتہ داروں کو نہ تو بطور گواہ درج کیا گیا اور نہ ہی پیش کیا گیا بلکہ جن کھاتہ داروں کو گواہ کے طور پر پیش کیا گیا وہ بھی کہانی استغاثہ کی تائید کرنے سے انکاری ہو گئے۔ جبکہ بڑی تعداد میں کھاتہ داروں نے بطور گواہان صفائی پیش ہو کر اظہار کیا کہ کسی کھاتہ میں کوئی ہیرا پھیری، غبن یا غلط اندراج نہ ہوا ہے۔ اپیلانٹ پر جن کھاتہ داروں کے کھاتوں کے حوالے سے فرضی چیک جاری کر کے رقم خرد برد کرنے کا الزام تھا انہوں نے بھی سارے چیک ہا کو اپنے دستخطی اور درست تسلیم کیا۔ ہر دو عدالت ہا ماتحت نے بھی کھاتہ داروں کے بیانات کا جائزہ لیا اور قرار دیا کہ کسی ایک بھی کھاتہ دار کے بیان سے استغاثہ کی کہانی کی تائید نہ ہوتی ہے۔

۷۔ اپیلانٹ کو دی گئی تفصیلی فہرست الزامات (الف) سے (ے) تک مشتمل ہے۔ معاملہ کی تفہیم کے لیے ہم ان الزامات کا درج کرنا مناسب سمجھتے ہیں جو بذیل درج ہیں:۔

''الف) یہ کہ ملزم مذکور نے مورخہ 11.01.2010 کو سیونگ اکاؤنٹ نمبر 2905-B بنام عبدالخالق کو بغیر چیک یا Debit اتھارٹی مبلغ 10 لاکھ روپے Debit کرتے ہوئے رقم خلیل احمد کے اکونٹ نمبر 1508-1 سے مبلغ -/1025000 روپے بشمول درج بالا 10 لاکھ روپے محمد اسحاق کے اکونٹ نمبر 2-277 میں منتقل کیے۔ اور

اسی دن مورخہ 11.01.2010 کو اکونٹ نمبر 2-277 بنام محمد اسحاق اکونٹ ہولڈر کے چیک کے ذریعے مبلغ 10 لاکھ روپے کا بینک ڈرافٹ بنام نورزمان جاری کیا۔ ڈرافٹ میں استعمال ہونے والی رقم عبدالخالق کے اکونٹ نمبر 8-2905 سے غیر قانونی طور پر بدوں چیک یا ڈیبیٹ اتھارٹی Debit ہوکر آنے والی رقم ہے۔

ب) یہ کہ ملزم مذکور نے مورخہ 10.03.2010 کو بابوارشاد کے اکونٹ نمبر 6-570 سے غیر قانونی طور پر مبلغ 15 لاکھ روپے Debit کیے اور اس رقم سے مبلغ 14 لاکھ روپے عبدالخالق کے اکونٹ نمبر 8-2905 میں جبکہ ایک لاکھ روپے محمد مالک کے اکونٹ نمبر 7-2955 میں منتقل کیے۔ اسی دن مورخہ 10.03.2010 کو عبدالخالق کے چیک کے ذریعے مبلغ -/1545000 روپے اور محمد مالک کے چیک کے ذریعے مبلغ -/1000000 روپے کیش ادا کیے۔ جبکہ ان دونوں اکونٹس میں منتقل ہونے والی رقم مبلغ 15 لاکھ روپے بابوارشاد کے اکاؤنٹ سے غیر قانونی طور پر منتقل ہوئی۔ جبکہ اسی طرح مورخہ 02.07.2010 کو اکونٹ نمبر 6-570 بنام بابو ارشاد کے اکاؤنٹ سے مبلغ -/1000000 روپے بذریعہ جعلی چیک نمبر 146583 کیش پے منٹ کی۔ یہ رقم 29.04.2011 کو ملزم مذکور نے بذریعہ مطلوب حیدری اسی اکونٹ میں جمع کرائی۔

ج) یہ کہ ملزم مذکور نے مورخہ 21.04.2010 کو محمد الٰہی کے اکاؤنٹ نمبر 7-1478 سے مبلغ -/850000 روپے غیر قانونی طور پر Debit کرتے ہوئے خلیل احمد کے اکاؤنٹ نمبر 1-1508 میں منتقل کیے اور اسی تاریخ کو خلیل احمد کے اکاؤنٹ نمبر 1-1508 کے چیک کے ذریعے مبلغ 10 لاکھ روپے کا بینک ڈرافٹ نمبر 549175 بنام EFU لائف انشورنس جاری کیا۔ اس 10 لاکھ روپے کے ڈرافٹ سے مبلغ -/850000 روپے محمد الٰہی کے اکاؤنٹ نمبر 7-1478 سے غیر قانونی طور پر منتقل کیے۔ اس طرح خرد برد کی یہ کارروائی ملزم مذکور نے کی ہے۔ بعد ازاں مورخہ 15.04.2011 کو ملزم مذکور ہی کے ایک عزیز محمد مطلوب حیدری نے مبلغ -/850000 روپے محمد الٰہی کے اکاؤنٹ میں جمع کرائے۔

د) یہ کہ ملزم مذکور نے 21.01.2011 کو مسماۃ فینس اختر کے اکاؤنٹ نمبر 5-1306 کو غیر قانونی طور پر Debit کرتے ہوئے مبلغ -/800000 روپے سلیم انجم کے اکاؤنٹ میں منتقل کی تھی اور چیک بھی ملزم مذکور نے کیش کیا۔ اس لیے اس خرد برد کا ملزم ہی ذمہ دار ہے۔ مورخہ 19.04.2011 کو پردہ فاش ہونے پر

ملزم مذکور نے مذکورہ رقم بذریعہ سلیم انجم وفینس اختر کے اکاؤنٹ میں جمع کرائی۔

ر) یہ کہ ملزم مذکور نے مورخہ 25.05.2010 کو اکاؤنٹ نمبر 1386-8 بنام رشیدہ بیگم سے مبلغ -/1500000 روپے بابو ارشاد کے اکاؤنٹ نمبر 6-570 میں منتقل کیے۔ جس کا یہ واضح ثبوت ہے کہ ملزم مذکور نے مورخہ 10.03.2010 کو اس اکاؤنٹ سے یہ رقم خردبرد کی تھی اور اس خردبرد شدہ رقم کو رشیدہ بیگم کے اکاؤنٹ سے ایک اور فراڈ کے ذریعے پورا کیا۔

س) یہ کہ ملزم مذکور نے مورخہ 27.03.2010 کو اکاؤنٹ نمبر 2334-5 بنام محمد فریاد سے مبلغ -/1000000 روپے غیر قانونی طور پر بذریعہ جعلی چیک نمبر 771266 ڈیبٹ کرتے ہوئے اپنے بھتیجے کے اکاؤنٹ نمبر 0-2564 بنام محمد سلیم انجم میں -/50000 روپے اور اکاؤنٹ نمبر 7-2955 بنام محمد مالک میں مبلغ -/500000 روپے منتقل کیے اور اس کے بعد ان اکاؤنٹس سے یہ رقم کیش کروائی گئی۔

ش) یہ کہ مورخہ 19.01.2011 کو اکاؤنٹ نمبر 5-2288 بنام روبینہ سلیمان سے مبلغ -/1000000 روپے اکاؤنٹ نمبر 2334-5 بنام محمد فریاد میں منتقل کیے اور اسی تاریخ کو اکاؤنٹ نمبر 2334-5 بنام محمد فریاد سے مبلغ -/1000000 روپے منہا کرتے ہوئے NBP پریمئم آمدنی سرٹیفیکیٹ نمبر 139520 جاری کیا۔

ص) یہ کہ ملزم مذکور نے مورخہ 10.02.2010 کو اکاؤنٹ نمبر 2905 بنام عبدالخالق غیر قانونی طور پر Debit کرتے ہوئے مبلغ -/400000 روپے اکاؤنٹ نمبر 7-2955 بنام محمد مالک میں منتقل کیے اور اسی تاریخ کو اس اکاؤنٹ سے مبلغ -/500000 روپے کی کیش ادائیگی ہوئی۔

ض) یہ کہ ملزم مذکور نے مورخہ 12.03.2010 کو مبلغ -/500000 روپے کا ایک پریمئم آمدنی سرٹیفیکیٹ نمبر 139518 بنام تراب احمد ہاشمی جاری کرنا ظاہر کیا۔ لیکن اس تاریخ کو بینک کی کتابوں میں انٹری ہونا نہیں پائی جاتی جبکہ رقم مبلغ 5 لاکھ روپے مورخہ 15.03.2010 کو جمع ہونے پائے گئے ہیں۔ اس طرح ملزم مذکور نے تین دن رقم اپنے ذاتی تصرف میں رکھی۔

ط) یہ کہ مورخہ 04.03.2008 کو مبلغ -/100000 روپے کا ایک پریمئم آمدنی سرٹیفیکیٹ نمبر 139507 بنام محمد اشفاق جاری کرنا ظاہر کیا۔ لیکن بینک کی کتابوں میں یہ انٹری اس تاریخ کو درج ہونا

نہیں پائی جاتی جبکہ رقم مبلغ ایک لاکھ روپے مورخہ 5.03.2008 کو جمع ہونا پائی جاتی ہے۔ اس طرح ملزم مذکور نے ایک دن رقم اپنے ذاتی تصرف میں رکھی۔

ظ) یہ کہ ملزم مذکور نے مورخہ 15.02.2011 کو ایک رننگ فنانس کا قرضی رقمی -/1500000 روپے اکاؤنٹ نمبر 7-49 کے ذریعے جاری کیا اور اس کے خلاف TDR نمبر 728545 مورخہ 21.01.2006 رقمی -/4000000 روپے بنام محمد اعظم بطور سیکورٹی لیے۔ اس قرضی کی ادائیگی مقروض نے صرف دو لاکھ روپے کی اور بقیہ رقم مبلغ -/1300000 کی ادائیگی محمد مطلوب حیدری نے مورخہ 22.04.2011 کو بذریعہ کیش کی۔ جس سے صاف عیاں ہے کہ محمد اعظم نے مبلغ -/200000 روپے قرض لیا اور اس کے نام -/1500000 روپے کا قرض جاری کر دیا گیا۔ اور -/1300000 روپے اس قرض سے خرد برد کر لیے گئے تھے جو کہ محمد مطلوب حیدری نے جمع کروائے۔ اس قرض پر مارک اپ -/20044 روپے بھی واجب الادا ہے۔

ع) یہ کہ محمد صادق ولد حسن دین اکاؤنٹ ہولڈر اکاؤنٹ نمبر 8-2582 نے بینک کو تحریری درخواست مورخہ 19.05.2011 کو دی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ ملزم مذکور نے ان کے اکاؤنٹ نمبر 8-2582 کی جعلی گارنٹی لگا کر اپنے بھائی محمد ریاض ولد محمد حفیظ کے نام پر -/400000 روپے کا قرض مورخہ 25-8-2010 کو جاری کیا۔ جبکہ اس تاریخ کو اکاؤنٹ ہولڈر انگلینڈ میں تھا۔ اس نے ثبوت کے طور پر اپنے پاسپورٹ کی کاپی مہیا کی۔ مزید یہ کہ ملزم مذکور نے اسی اکاؤنٹ بنام محمد صادق اور راج بیگم کے اکاؤنٹ کو غیر قانونی طور پر Debit کرتے ہوئے مورخہ 14-2-2011 کو مبلغ -/200000 روپے اکاؤنٹ نمبر 7-3318 میں منتقل کیے مورخہ 17-3-2011 کو اسی اکاؤنٹ سے مبلغ -/100000 روپے بذریعہ جعلی چیک کیش کیے اور مورخہ 19-3-2011 کو مبلغ -/50000 روپے بھی جعلی چیک سے کیش کر دیئے۔ اسی طرح مورخہ 21-3-2011 کو مبلغ -/325000 روپے بذریعہ جعلی چیک کیش کر دیئے۔

غ) یہ کہ مذکور نے مورخہ 12-3-2011 کو اکاؤنٹ نمبر 5-3450 سے مبلغ -/200000 روپے اور اکاؤنٹ نمبر 7-2583 سے مبلغ -/100000 روپے اکاؤنٹ نمبر 3-144 میں منتقل کیے۔

ف) یہ کہ ملزم مذکور نے بحیثیت مینجر نیشنل بینک آف پاکستان قمر وٹی برانچ میں تعیناتی کے دوران مورخہ 2008-6-3 کو اکاؤنٹ نمبر 5-2979 بنام محمد شبیر کو بدوں چیک /ڈیبٹ اتھارٹی مبلغ -/400000 روپے ڈیبٹ کر کے اکاؤنٹ نمبر 2-406 میں غیر قانونی طور پر ہوائی انٹری کے ذریعے منتقل کیے۔

ق) یہ کہ بدوران انوسٹی گیشن دوخواتین نصیبہ بی بی اور آمنہ کوثر پیش ہوئیں۔ انہوں نے بینک میں جمع کروائی جانے والی کل رقم مبلغ 5لاکھ روپے کی اصل رسیدات 2لاکھ و 3لاکھ محررہ 13-12-2010 پیش کیں جو کہ ملزم مذکور کے دستخط سے جاری شدہ ہیں۔ جب متعلقہ اکاؤنٹ چیک ہوئے تو علم ہوا کہ رقم اکاؤنٹس میں مذکورہ تاریخ کو جمع ہونا نہیں پائی گئی جو ملزم مذکور نے خرد برد کر لی ہے۔

ک) یہ کہ محمد سلیمان اکاؤنٹ نمبر 2-2854 نے تحریری درخواست دی کہ ان کے والد نے مورخہ 2009-8-26 کو مبلغ -/100000 روپے ان کے اسی اکاؤنٹ میں جمع کروایا اور ملزم مذکور نے انہیں اپنے دستخطوں سے رسید جاری کی لیکن یہ -/100000 روپے کی رقم سلیمان کے اکاؤنٹ میں جمع کرنے کی بجائے ملزم مذکور نے خرد برد کر لی۔

ل) یہ کہ ملزم مذکور نے محمد تاج ولد علی اکبر کے اکاؤنٹ نمبر 5-2171 کی پاس بک میں مبلغ -/41000 روپے کیش لے کر درج کر لیے لیکن یہ رقم اکاؤنٹ میں جمع کرنے کی بجائے خود خرد برد کر لی۔

م) یہ کہ ملزم مزکور نے مورخہ 2008-9-5 کو اکاؤنٹ نمبر 4-598 کے اکاؤنٹ ہولڈر عبدالرزاق جو کہ وفات پا چکا ہے کہ بدوں جانشینی سرٹیفکیٹ Debit کرتے ہوئے مسماۃ زینت بیگم بیوہ عبدالرزاق کو ادا کر دی جو کہ خلاف قانون ہے۔

ن) یہ کہ ملزم مذکور دوران تعیناتی مختلف اکاؤنٹس کے ٹائٹل آف اکاؤنٹس کو تبدیل کر کے لوگوں کو برطانیہ کے ویزا کے لیے جعلی سٹیٹ منٹس جاری کرتا رہا ہے۔ جس کا واضح ثبوت اکاؤنٹ نمبر 0-1277 کا ٹائٹل آف اکاؤنٹ تبدیل کرنا ہے۔

و) یہ کہ بینک کا لین دین ریکارڈ کرنے کے لیے بینک نے ملزم مذکور کو خفیہ کوڈ Password/User ID دیا ہوا تھا جو صرف جائز اور قانونی اندراجات کے لیے استعمال ہو سکتا تھا لیکن ملزم مذکور نے اس خفیہ کوڈ کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے کھاتہ داران کے اکاؤنٹس کو

بغیر چیک / Debit Authoriy یا قانونی جوازیت کے Debit کر کے رقومات خرد برد کیں۔

ہ) یہ کہ ملزم مذکور کو بینک نے عوام الناس کی امانتوں کا محافظ اور امانت دار بنا کر تعینات کیا لیکن ملزم مذکور نے بجائے کھاتہ داروں کی رقومات کی حفاظت کرنے کی خود ہی کھاتہ داران کے اکاؤنٹس سے رقومات خرد برد کیں۔ اس طرح ملزم مذکور نے بینک کے ساتھ کیے گئے معاہدے (Agreement Service) کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔

ء) یہ کہ ملزم مذکور نے ملازمت شروع کرتے وقت بینک کے ساتھ جو سروس ایگریمنٹ کیا تھا ملزم مذکور نے بحیثیت بینک ملازم بینک سے کیے گئے معاہدہ کی کھلی خلاف ورزی کی ہے۔

ی) یہ کہ ملزم مذکور کے Behalf پر ملزم مذکور کے بھائی محمد ریاض اور ملزم مذکور کے ایک عزیز محمد مطلوب حیدری نے مورخہ 13-12-2011 کو بینک آفیسر کے سامنے بیان حلفی پیش کیا کہ ملزم مذکور نے نیشنل بینک آف پاکستان سرہوٹہ برانچ میں جو رقم غبن اور خرد برد کی ہے اور جتنی بھی رقم ہوگی وہ ادا کریں گے۔''

مندرجہ بالا الزامات (الف) تا (م) انفرادی طور پر بینک کھاتہ داروں کے کھاتوں میں سے رقوم نکالنے اور داخل کرنے وغیرہ کے حوالے سے ہیں مگر ان الزامات کی تائید میں استغاثہ کسی ایک کھاتہ دار کو بھی پیش نہ کر سکا جو اپنے بینک کھاتہ سے غبن یا رقوم کی غیر مجاز منتقلی کی تائید کرے۔ اس طرح ہر گواہ کا تفصیلی تذکرہ کیے بغیر قانون کے مسلمہ اصولوں کے مطابق الزامات (ا) تا (م) کے حوالے سے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی دشواری نہ ہے کہ ان الزامات کو ثابت کرنے کے لیے بہترین قانونی شہادت بینک کھاتہ داروں کے بیانات ہو سکتے تھے اور کسی ایک بھی بینک کھاتہ دار کا ان الزامات کی تائید نہ کرنا اس بات کے لیے مکتفی ہے کہ استغاثہ یہ الزامات ثابت نہ کر پایا ہے۔

۸۔ کہانی استغاثہ کے مطابق اپیلانٹ مختلف کھاتوں کے عنوان تبدیل کر کے لوگوں کو

برطانیہ کے ویزے کی جعلی سٹیٹمنٹ / تفصیلات جاری کرتا رہا اور اس حوالے سے کھاتہ نمبر ۱۲۷۷۰ کا عنوان تبدیل کرنے کا الزام عائد کیا گیا لیکن حیران کن طور پر اس بینک کھاتہ دار کو بھی بطور گواہ پیش نہ کیا گیا اور نہ ہی مبینہ جعلی سٹیٹمنٹ کو شہادت میں عدالت کے روبرو پیش کیا۔

۹۔ اپیلانٹ پر ایک اور الزام یہ تھا کہ اُس نے خفیہ کوڈ / پاسورڈ کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے کھاتہ داروں کے کھاتوں سے بغیر چیک کے رقوم نکال کر خرد برد کیں۔ یہ الزام بھی کھاتہ داروں کے کھاتوں سے منسلک ہے اور جیسا کہ پہلے درج کیا جا چکا ہے کہ ایک بھی کھاتہ دار نے ان الزامات کی تائید نہ کی ہے اس طرح استغاثہ اس الزام کو بھی قانون کے مطابق ثابت نہ کر پایا ہے۔

۱۰۔ استغاثہ کی طرف سے ایک اور اہم بات ریکارڈ پر لائی گئی کہ اپیلانٹ کی جانب سے اس کے بھائی محمد ریاض اور ایک رشتہ دار محمد مطلوب حیدری نے بینک آفیسر کے سامنے خرد برد کی گئی رقم کی ادائیگی کے حوالے سے تحریری اقرار نامہ / بیان حلفی پیش کیا۔ مگر مسلمہ طور پر یہ مبینہ اقرار نامہ / بیان حلفی عدالتی ریکارڈ کا حصہ نہ بنایا گیا اور نہ ہی شہادت میں پیش کیا گیا۔ اس کا تذکرہ فیصلہ زیر اپیل کے پیراگراف ۴۰ میں فاضل عدالت العالیہ نے کیا لیکن حیران کُن بات ہے کہ اس کے باوجود اس واقعاتی امر کو سزایابی کے لیے تسلیم شدہ قرار دیا گیا جو ہماری رائے میں قانون و انصاف کے مسلمہ اصولوں سے مطابقت نہ رکھتا ہے۔ بلکہ اس اہم دستاویزی شہادت کو عدالتی ریکارڈ کا حصہ نہ بنانے سے استغاثہ کے خلاف رائے قائم کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ قانون شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۱۲۹ کی منشاء ہے کہ اگر کوئی فریق کسی واقعاتی امر کو ثابت کرنے کے لیے بہترین دستیاب شہادت پیش نہ کرے تو عدالت یہ نتیجہ اخذ کر سکتی

ہے کہ اس شہادت کو اس لیے روکا گیا ہے کہ اس سے اس کے مؤقف کی تردید ہوتی ہے۔ محمد مطلوب حیدری اور محمد ریاض میں سے کوئی بھی بطور گواہ استغاثہ پیش نہ ہوا اور حیران کن طور پر تفتیش کے دوران کسی نے اس بات کی زحمت گوارہ نہ کی کہ اگر واقعی مذکورہ افراد کا یہ طرزِ عمل استغاثہ کی تائید میں تھا تو ان کے اقبالی بیان زیر دفعہ ۱۶۴ ض ف رو برو مجسٹریٹ / عدالت قلمبند کیوں نہ کرائے گئے۔ اس پر بھی طرہ یہ کہ مبینہ بیان حلفی / اقرار نامہ کی دستاویز کو بھی بطور شہادت ریکارڈ پر نہ لایا گیا اور نہ ہی کسی گواہ جس کی موجودگی میں اقرار نامہ تحریر ہوا کو پیش کیا گیا۔

۱۱۔ ہر دو عدالت ہاماتحت نے ریکارڈ کی روشنی میں فیصلہ جات زیرنزاع میں درج کیا ہے کہ کسی ایک بھی کھاتہ دار نے استغاثہ کی کہانی کی تائید نہ کی ہے بلکہ کھاتہ داران نے گواہان صفائی کے طور پر پیش ہو کر اپنے کھاتہ جات کے تمام اندراجات کو درست قرار دیا مگر حیرت ہے کہ اس کے باوجود عدالت ہاماتحت نے اپیلانٹ سزا یافتہ کے حوالے سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ بینک کے کھاتہ داروں کے کھاتوں سے رقوم غبن کرنے، ذاتی تصرف میں لانے اور غلط اندراجات کرنے کا مرتکب ہوا ہے جس سے عوام میں نیشنل بینک جیسے معتبر ادارے کی نہ صرف ساکھ خراب ہوئی بلکہ عوام کا اعتماد بھی مجروح ہوا ہے۔ ہماری رائے میں جب متعلقہ بینک کھاتہ دار خود اطمینان کا اظہار کر کے تمام تفصیلات و اندراجات کو درست مان رہے ہیں اور کسی غبن اور غیر قانونی فعل کا اظہار نہیں کر رہے تو اس کے باوصف یہ نتیجہ اخذ کرنا کہ اُن کے کھاتوں میں سے رقوم خرد برد کی گئی ہیں، محض قیاس پر مبنی قرار دیا جا سکتا ہے۔ قانون کے مسلمہ اصولوں کے مطابق عدالتیں سزا اُسی صورت میں دے سکتی ہیں جب استغاثہ شک و شبہ سے بالاتر ملزم کے

خلاف مبینہ ارتکاب جرم ثابت کرے۔ اگر استغاثہ اپنی ذمہ داری نبھانے میں ناکام رہے یا پیش کردہ شہادت سے استغاثہ کے مؤقف میں شکوک وشبہات پائے جائیں تو اس کا فائدہ بھی ملزم کو ہی دیا جا سکتا ہے نہ کہ استغاثہ کو۔

۱۲۔ فیصلہ جات زیرِنزاع کے ملاحظہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ عدالت ہا ماتحت نے صفائی شہادت کی بعض جزئیات کو بھی سزایابی کے لیے زیرِغور لایا جو اس مقدمہ کے خصوصی حالات کے مطابق درست قانونی طرزِعمل نہ ہے۔ مسلمہ طور پر استغاثہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملزم کے خلاف عائد شدہ الزامات یا مبینہ ارتکاب جرم قانونی تقاضوں کے مطابق شہادت سے ثابت کرے اور استغاثہ اس ذمہ داری سے کسی طور پر بھی بری الذمہ نہ ہوسکتا ہے۔ استغاثہ کی اس ذمہ داری کو نبھانے میں ناکامی کو صفائی کی شہادت کے حوالہ جات سے پورا نہیں کیا جا سکتا۔

۱۳۔ ہر دو فیصلہ جات کے ملاحظہ سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ عدالت ہا ماتحت نے انکوائری رپورٹس اور تفتیشی آفیسر کے بیان کو بہت زیادہ اہمیت دیتے ہوئے اپیلانٹ کی سزایابی کے لیے بنیاد بنایا۔ انکوائری کنندہ اور تفتیشی افسر غیر معمولی صورتحال کے علاوہ ارتکاب جرم کے چشمدید گواہ نہیں ہوتے بلکہ وہ ارتکاب جرم کی نوعیت کے مطابق شہادت اور شواہد قانون کی منشاء کے مطابق اکٹھے کرنے اور ریکارڈ پر لانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اُن کی تحقیق اور تفتیش میں اخذ شدہ نتیجہ فی نفسہٖ ملزم کے خلاف سزایابی کے لیے مکتفی اور قابل انحصار نہیں ہوتا۔ محض کسی انکوائری یا تفتیش میں یہ قرار دیا جانا کہ ملزم پر عائد شدہ الزامات تفتیش یا انکوائری میں ثابت پائے جاتے ہیں، سزایابی کے لیے کافی نہ ہے جب تک کہ اس تفتیش اور انکوائری میں اخذ شدہ نتیجہ کو شہادت قانونی سے ثابت نہ کیا جائے۔ معاملہ ہذا میں اپیلانٹ سزا یافتہ نے نہ صرف

بینک کھاتہ داروں کوشہادت صفائی میں پیش کیا بلکہ بینک کی طرف سے مرتب کردہ سالانہ آڈٹ رپورٹس، انکوائری رپورٹ اورانکوائری کنندہ کوبھی بطور شہادت صفائی پیش کیا۔

۱۴۔ ہم نے فیصلہ جات زیرنزاع میں سب سے زیادہ انحصار کی جانے والی انکوائری رپورٹ Exh.PDDD کا بھی بغور جائزہ لیا ہے۔اس رپورٹ میں بینک کھاتہ جات کے حوالے سے کھاتہ داروں کی شکایات کا تذکرہ کیا گیا مگرکوئی ایک بھی کھاتہ داراس رپورٹ کی تائید میں پیش نہ کیا گیا۔اگرچہ دوگواہان آمنہ کوثر اور مسماۃ نصیبہ بی بی بطور گواہان استغاثہ پیش ہوئے مگرکسی نے بھی استغاثہ کی تائید نہ کی بلکہ ان میں سے ایک کوورغلیدہ قرار دیا گیا۔اس رپورٹ کے اختتام پرحتمی نتیجہ (الف) کے مطابق عائدشدہ الزامات کی نسبت نہ صرف ملزم بلکہ کیش آفیسر جواُس دوران تعینات تھےکوبھی شریک ٹھہرایا گیا۔رپورٹ کانتیجہ (الف) بذیل درج ہے:۔

> ".... The case under reference is a case of misuse of power and authority, gross acts of corruption and corrupt practices, embezzlement of funds and parallel banking committed by criminal minded Ch. Muhammad Imtiaz then Manager of NBP Sarhoota Branch in connivance or criminal negligence of cash officers then posted at the branch who took no notice of wrong doings/foul play of Branch Manager and not reported to Bank's higher authorities......"

حیران کُن طور پراس نتیجہ کے باوجود نہ تو ریفرنس میں ایسا کوئی کیش آفیسر ملزم رکھا گیا اور نہ ہی شامل تفتیش کیا گیا۔اسی طرح نتیجہ (ب) میں قرار دیا گیا کہ:۔

> ... that no one can calculate the exact

quantum of fraud due to non availibility of complete banking, transaction confirmation from all the account holders of NBP Sarhoota Branch...

اسی طرح اس رپورٹ میں یہ بھی قرار دیا گیا کہ:۔

... In our opinion mere a light difference in signatures of customers do not constitue a criminal activity until and unless a written claim from the customer in this respect is received. The I.O is advised to get the signatures confirmed or otherwise from the account holders through their statement before inclusion of the above amount in final reference...."

رپورٹ متذکرہ بالا میں اس بات پر بھی انحصار کیا گیا کہ ملزم امتیاز نے بینک انتظامیہ اور انکوائری کنندگان کے سامنے غبن کی نسبت اقرار کیا ہے' مگر نہ تو اس قرار کی تائید میں کوئی تحریر صفحہ مسل پر لائی گئی اور نہ ہی اس کو کسی طور پر ثابت کیا گیا۔ رپورٹ میں مزید قرار دیا گیا کہ ملزم کے بھائی محمد ریاض اور ایک عزیز محمد مطلوب حیدری نے اُس کی طرف سے غبن شدہ رقم کی واپسی کی مشترکہ ذمہ داری قبول کی اور تحریری اقرار نامہ داخل کیا۔ اس مؤقف کی تائید میں مبینہ اقرار نامہ بطور بہترین قانونی شہادت پیش کیا جا سکتا تھا مگر حیران کن طور پر اتنی اہم شہادت کو استغاثہ نے قانونی تقاضوں کے مطابق عدالت میں پیش کرنے سے گریز کیا جبکہ ہر دو افراد میں سے محمد ریاض بطور گواہ بھی پیش ہوا لیکن اس نے ایسے اقرار نامہ سے انکار کیا۔ ان نقائص کی روشنی میں رپورٹ Exh.PDDD نہ صرف بہت سے اہم امور کے متعلق واضح شبہات کو جنم دیتی ہے بلکہ کچھ کی تو صریحاً تردید ہوتی ہے۔ ایسی رپورٹ جس کے مندرجات اپنی

نوعیت کے مطابق دستاویزی و زبانی شہادت کے محتاج ہوں' کو ثابت کیے بغیر سزا یابی کے لیے قابلِ انحصار قرار نہیں دیا جا سکتا۔

۱۵۔ مقدمہ ہذا میں گواہان استغاثہ کے علاوہ ملزم نے بھی اپنا بیان بر حلف قلمبند کروایا اور شہادت صفائی میں بینک کھاتہ داروں جن کے کھاتہ جات کے حوالے سے الزامات عائد کیے گئے کو بھی بطور گواہ پیش کیا۔ان بینک کھاتہ داروں نے نہ صرف کہانی استغاثہ کی تردید کی بلکہ واضح طور پر کہا کہ کھاتوں میں غبن یا خلاف قانون اندراجات کا ارتکاب نہ ہوا ہے۔اس طرح بینک کی طرف سے ایک بھی کھاتہ دار کا الزام کی تائید میں پیش نہ ہونا اور صفائی میں اکثر کا پیش ہونا کہانی کو مشکوک بناتا ہے۔اسی طرح جیسا کہ اوپر درج کیا گیا کہ محمد ریاض (برادر اپیلانٹ) بطور گواہ پیش ہوا مگر استغاثہ نے اُس کو مبینہ اقرار نامہ دکھا کر اسکی تائید حاصل نہ کی بلکہ عکسی نقل دکھائی جس پر دستخط سے انکار کیا گیا۔اس طرح استغاثہ اس اہم کڑی کو ثابت نہ کر سکا ہے۔علاوہ ازیں ملزم کی طرف سے محمد ظہیر الدین بھٹی، جو بینک کے سنٹرل یونٹ آف فراڈ اینڈ فورجری میں انکوائری آفیسر تعینات رہا اور جس نے رپورٹ Exh.DF مشتمل بر ۴۳ صفحات مرتب کی' نے اس رپورٹ کی تائید میں بیان دیا کہ:۔

> ''۔۔۔مظہر کی رپورٹ کے مطابق بینک کا کوئی مالی نقصان ہونا نہ پایا گیا ہے۔ بینک کھاتہ داران میں سے کچھ کے آپس میں ذاتی لین دین کے معاملات تھے جوانہوں نے مظہر کو بتائے تھے۔مظہر نے رپورٹ کی تھی۔مظہر کو کوئی ایسی بات ملزم کے خلاف انکوائری میں نظر نہ آتی ہے۔۔۔''

۱۶۔ ملزم نے صفائی میں سالانہ آڈٹ رپورٹس بھی صفحہ مسل پر لا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اگر عائد شدہ الزامات درست ہوتے تو ان کی نوعیت ایسی تھی کہ آڈٹ کے دوران نظروں سے اوجھل نہ رہ سکتے تھے مگر سالانہ آڈٹ رپورٹس ہا میں اس بات کا کوئی ثبوت نہ پایا

جاتا جس سے یہ ظاہر ہو کہ غبن ہوا ہے۔

۱۷۔ مقدمہ ہذا کے ریکارڈ کے ملاحظہ سے ایک اور بے ضابطگی جو ہمارے علم میں آئی کہ استغاثہ اور عدالت ہا ماتحت نے بعض عکسی نقول پیش کردہ پر خلاف قانون انحصار کیا۔ ہم اس حوالے سے یہ بھی درج کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ عدالت ہا ماتحت نے بینکرز بُک شہادت ایکٹ ۱۸۹۱ء کی منشاء کو بھی مدِنظر نہ رکھا ہے۔ اس خصوصی قانون کی منشاء کے مطابق بینک کُتب کی دستاویزات کی نقول کو بعض قانونی لوازمات اور تقاضے پورے کرنے پر قابلِ ادخال شہادت قرار دیا گیا ہے۔ دفعہ۴ کے تحت اس قانون کی منشاء کے تابع مصدقہ کُتب بینک نسبت اندراجات کھاتہ جات کے ثبوت کو بطور اصل اندراجات قابلِ ادخال شہادت قرار دیا گیا ہے۔ مگر اس قانون کی دفعہ۲ کی ذیلی دفعہ (۸) کے تحت لازمی ہے کہ ایسی بینک کُتب کی نقول مصدقہ ہوں اور بذیل قانونی تقاضے پورے کرتی ہوں:۔

> "(8) "Certified copy" means a copy of any entry in the books of a bank together with a certificate written at the foot of such copy that it is a true copy of such entry, that such entry is contained in one of the ordinary books of the bank and was made in the usual and ordinary course of business, and that such book is still in the custody of the bank, such certificate being dated and subscribed by the principal accountant or manager of the bank with his name and official title."

مقدمہ ہذا میں استغاثہ کی جانب سے پیش کردہ بیشتر ریکارڈ عکسی نقول پر مشتمل ہے۔ بالخصوص اس مقدمہ میں بہت سی بینک کُتب کی عکسی نقول ریکارڈ پر لائی گئی ہیں مگر ان میں سے

کسی ایک پر بھی خصوصی قانون کی منشاء کے مطابق مطلوبہ سرٹیفیکیٹ موجود نہ ہے۔ جیسا کہ بینک ریکارڈ Exh.PA/2 تا PA/58، فائل ٹرانسفر سکرول Exh.PCCC مشتمل بر 172 قطعات، فائل ریکارڈ منضبطہ متعلقہ کھاتہ داران Exh.PDDDفائل تصدیقی سرٹیفکیٹ ہا Exh.PEEE/1 تا Exh.PEEE/10، انکوائری رپورٹ Exh.PHHH/1، چیک رجسٹر Exh.PHHH/1فائل بینک ریکارڈExh.PIII (اس فائل میں ماسوائے دستاویزات Exh.PIII/1 تا 53، 58، 62 تا 68، 83-85، 98، 171، 183، 184 و 186 کے جملہ دستاویزات عکسی نقول ہیں)، انکوائری رپورٹ Ex.PKKK، بینک ریکارڈ Exh.PQQ/1 تا PSSS/2 عکسی نقول ہیں اور درج بالا خصوصی قانون کے تقاضے پوری نہ کرتی ہیں۔ اسی طرح فائل Exh.PB/1 تا PB/124 میں منسلک جملہ بینک تفصیلات ہا عکسی نقول ہیں جو قانونِ شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۸۷، ذیلی آرٹیکل (۲) (ترمیم شدہ بروئے قانونِ شہادت ترمیمی ایکٹ ۱۹۹۶ء) کی رُو سے قابلِ ادخال شہادت نہ ہیں۔ ذیلی آرٹیکل (۲) بذیل درج ہے:۔

> "(2) Photo state copy of public documents, shall not be admissible unless it has been certified to be the true copy, by the officer concerned who has the custody of the original document."

اس طرح یہ نقولات قانونی تقاضے پورے نہ کرنے کی وجہ سے قابلِ انحصار نہ ہیں اور جو دستاویزات قانون کی منشاء کے مطابق قابلِ انحصار نہ ہوں اُن پر انحصار کر کے سزا دینا قانون وانصاف کے تقاضوں کے نقیض ہے۔

۱۸۔ مندرجہ بالا تجزیہ شہادت کی روشنی میں ہم عدالت ہا کے اخذ شدہ نتائج سے اتفاق

کرنے سے قاصر ہیں۔ ہماری رائے میں ہر دو عدالت ہا نے شہادت کا تجزیہ کرنے میں قانونی غلطی کھائی اور سزا یابی کے لیے ایسی شہادت پر انحصار کیا جو از خود مشکوک، محتاج ثبوت اور غیر مکتفی ہے۔ عدالت ہا ماتحت سے بذیل قانونی امور صرفِ نظر ہوئے:۔

الف۔ بینکرز بُک شہادت ایکٹ ۱۸۹۱ء کی منشاء اور تقاضوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسے بینک ریکارڈ پر انحصار کیا گیا جو دفعہ ۸ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تقاضے پورے نہ کرنے کی وجہ سے قابلِ ادخال شہادت نہ ہے۔

ب۔ اسی طرح عدالت ہا ماتحت نے قانون کی روح و منشاء کے مغائر غیر مصدقہ عکسی نقول کو قابلِ ادخال شہادت تصور کر لیا۔ اگر عکسی نقول اور بینکرز بُک شہادت ایکٹ ۱۸۹۱ء کی منشاء کے مغائر پیش کی گئی شہادت کو زیر غور نہ لایا جائے تو کہانی استغاثہ کسی طور قانونی تقاضوں کے مطابق شک و شبہ سے بالاتر ثابت نہ ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں سزا یابی قانوناً ممکن نہ ہے۔

ج۔ فوجداری فراہمی انصاف کے مسلمہ اصولوں کے مطابق کسی شخص کو سزا دینے کے لیے اس پر عائد شدہ الزامات کو شک و شبہ سے بالاتر یقینی بطور پر قانون کے تقاضوں کے مطابق شہادت سے ثابت کرنے کی ذمہ داری استغاثہ پر عائد ہوتی ہے۔ اگر استغاثہ الزامات ثابت نہ کر پائے یا الزامات کے حوالے سے پیش کی گئی شہادت سے ملزم کے ارتکابِ جرم میں شکوک و شبہات پائے جائیں تو مسلمہ طور پر ایسے شکوک و شبہات کا فائدہ ملزم کو دیا جا سکتا ہے نہ کہ استغاثہ کو مگر عدالت ہا ماتحت نے اس اہم امر کو بھی مدِ نظر نہ رکھا ہے۔

د۔ قانون کے مسلمہ اصولوں کے مطابق کسی ملزم کو سزا دینے کے لیے عدالتوں اور پنچائتوں کے طریقہ کار میں واضح فرق ہوتا ہے۔ پنچائت میں قرآن و شواہد کی نسبت گمان و قیاس کو بھی زیرِ غور لایا جا سکتا ہے مگر عدالت کو سزا دینے کے لیے قانونِ شہادت آرڈر کے تقاضوں اور نظامِ فراہمی انصاف کے مسلمہ اصولوں کے مطابق واضح شک و شبہ سے بالاتر ثبوت و شہادت درکار ہوتی ہے۔ عدالت ایسی شہادت کی عدم موجودگی میں محض گمان و قیاس سے استغاثہ کی شہادت کی غائب کڑیاں نہیں جوڑ سکتی۔ ہر دو عدالت ہا ماتحت نے قانون کے مسلمہ اصولوں کے مطابق ناکافی شہادت کے باوجود استغاثہ کی کچھ کڑیوں کو محض گمان و قیاس سے ثابت شدہ تصور کرتے ہوئے ملزم کو سزا دی جو ہماری نظر میں درست عمل نہ ہے۔

۱۹۔ ہم اس مقدمہ کے حالات و واقعات کے تناظر میں تفتیش اور عدالتی کارروائی کے حوالے سے بھی چند امور کی نشاندہی اور ہدایات جاری کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ انکوائری کنندگان نے تفتیش کے دوران قانون شہادت آرڈر ۱۹۸۴ء اور بینکرز بُک شہادت ایکٹ ۱۸۹۱ء کی منشاء کو مدِنظر نہ رکھا ہے۔ نہ تو تفتیش کے دوران دستاویزی شہادت کی نسبت قانونی تقاضے پورے کیے گئے اور نہ ہی عدالتی کارروائی کے دوران اس طرف توجہ دی گئی کہ عکسی نقول کے بجائے مصدقہ نقول پیش کی جائیں۔ اسی طرح بینک ریکارڈ جو بینکرز بُک شہادت ایکٹ کے دائرہ کار میں آتا ہے کو بھی قانونی تقاضوں کے مطابق ریکارڈ پر لائے جانے کی نسبت بھی کوئی توجہ نہ دی گئی۔ تفتیشی آفیسر اور وکیل استغاثہ سے یہ اہم امور صرفِ نظر ہوئے جس کا فائدہ

بھی ملزم کو ہی جاتا ہے۔ اگر تفتیش اور قلمبندی شہادت کے دوران متعلقین قانون کے تقاضے پورے کر پاتے تو شاید ملزم بری نہ ہو پاتا۔ ہم تمام متعلقین کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ ایسے معاملات کی تحقیق، تفتیش اور عدالت میں شہادت کے وقت قانون شہادت آرڈر، بینکرز بُک شہادت ایکٹ اور قانون کی منشاء کے مطابق تقاضے پورے کریں تاکہ ملزمان اس نااہلی اور کوتاہی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے سزا سے بچ نہ سکیں۔

بالا تفصیلی تجزیہ شہادت اور وجوہات کی بناء پر ہم اپیل اپیلانٹ (محمد امتیاز) منظور کرتے ہوئے فیصلہ جات عدالت ہا ماتحت منسوخ کرتے ہیں اور ملزم کو شک کا فائدہ دے کر بری کیا جاتا ہے۔ اگر کسی دیگر جرم میں مطلوب نہ ہو تو ملزم کو فوری رہا کیا جائے۔ اپیل دائر کردہ منیجر نیشنل بینک خارج کی جاتی ہے۔

چیف جسٹس **جج**

مظفرآباد
۱۲ دسمبر ۲۰۱۹ء